بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

مَن سبَّ نبیًّا فاقتُلُوہ حدیث پاک کی تحقیق پہ شرعی فتوٰی

مؤلف : مفتی محمد داؤد رضوی حفظہ اللہ

خادم التدریس والافتاء جامعہ غوثیہ مہریہ رضویہ فتح جنگ

ادارہ تحقیقات اہلسنت فتح جنگ

علماء کرام ومفتیان کرام اس حدیث مبارکہ '' من سبّ نبیّا فا قتلوہ '' کے متعلق کیاارشاد فرماتے ہیں اسکا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعض حضرات کہہ رہے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ومنگھڑت ہے اسکا کوئی ثبوت نہیں اور نہ کوئی مستند حوالہ ہے بلکہ یہ نبی پاک ﷺ پر بہتان عظیم ہے شرعی دلائل سے رہنمائی فرماکر عنداللہ ماجور ہوں.

سائل: محمد اکمل رضوی (زمین بجال، کوٹ فتح خان)

''بسم اللہ الرحمن الرحیم ''

الجواب بعون الملک الوھاب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

حامداًومصلیّاًومسلما! امابعد! امیر المؤمنین، مولی المسلمین، امام الواصلین، حضرت سیدنا علی المرتضی، مولی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم الاسنٰی سے مروی حدیثِ پاک '' من سبّ نبیّا فاقتلوہ ومن سبّ اصحابی فا جلدوہ وفی روایۃ فاضربوہ '' جس نے کسی نبی کو گالی (گستاخی کی) اسے قتل کردواور جس نے میرے (کسی) صحابی کو گالی دی اسے کوڑے مارو.

اس کو معتمد محدثین کرام میں سے کسی نے بھی موضوع ومنگھڑت نہیں قرار دیا صرف بعض نے اس کو ضعیف قرار دیا جبکہ جلیل القدر محدثین کرام علماء اسلام کے ایک طبقہ نے اس حدیث پاک کو روایۃً نقل فرمایا جو کہ اس کے ثبوت واثبات کے لیے کافی ہے اور بعض اجلہ علماء وفقہاء اسلام نے اس حدیث سے گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے پر استنباط واستدلال کر کے اس حدیث پاک کی معنیً صحت وحسن پر مہر تصدیق ثبت فرمادی لہذا حدیث مذکور فی السوال کو محض تعصب وہٹ دھرمی کی وجہ سے موضوع ومنگھڑت قرار دینا قلتِ مطالعہ، علوم واصول شرعیہ سے ناواقف ونابلد ہونے کی بیّن دلیل ہے.

فاقول وباللہ التوفیق! اولاً: حدیث مذکور حسبِ ذیل کتب میں موجود ومرقوم ہے.

(۱) '' من سب الانبیاء قتل ومن سبّ اصحابی جلد ''

المعجم الصغیر للطبرانی الشافعی متوفی ۳۶۰ھ، ص ۲۳۶، الجز الاول، تحت من اسمہ عبد اللہ عبید، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

(۲) شرف المصطفی واللفظ لہ، لابی سعد عبد الملک الخرکوشی متوفی ۴۰۶ھ، فصل ومن فضائل بعض الصحابہ مجتمعین، رقم الحدیث ۲۶۰۹، ص۹۸، ج۶، داربشائرالاسلامیہ مکۃ المکرمہ۔

(۳) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فی الحجۃ فی ایجاب قتل من سبہ او عابہ ﷺ للقاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴، ص۴۷۳، مکتبہ شان اسلامیہ پشاور۔

(۴) مسند الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی، متوفی ۵۰۹ھ، واللفظ لہ رقم الحدیث ۵۶۸۸، ص۵۴۱، ج۳، المکتبۃ الوحیدیہ پشاور۔

(۵) السیف المسلول علی من سبّ الرسول للامام السبکی الشافعی متوفی ۷۵۶ھ، الفصل الاول المسائلۃ الاولی، ص۱۴۸ تا ۱۵۰، مکتبہ فاروق اعظم پشاور۔

(۶) مجمع الزوائد لنور الدین علی الھیثمی الشافعی متوفی ۸۰۷ھ، کتاب الحدود والدیات، باب فیمن سبّ نبیا او غیرہ رقم الحدیث ۱۰۵۶۷، ص۲۸۶، جلد ۶، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

(۷) جامع صغیر للسیوطی الشافعی متوفی ۹۱۱ھ، مع فیض القدیر، رقم الحدیث ۸۷۳۵، ص۱۲۴، جلد ۸، دار الحدیث قاھرہ۔

(۸) سبل الھدی والرشاد محمد یوسف الصالحی الشافعی متوفی ۹۴۲ھ، فی بیان قتل السباب، ص۳۰، جلد ۱۲، مکتبہ نعمانیہ پشاور۔

(۹) کنز العمال لعلاء الدین الھندی الحنفی متوفی ۹۷۵، کتاب الفضائل ذکر الصحابہ و فضلھم رضی اللہ عنھم اجمعین رقم الحدیث ۳۲۴۷۵، ص۲۴۲، جلد ۱۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

(۱۰) شم العوارض فی ذم الروافض للعلی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مشمولہ رسائل علی قاری۔ ص۳۵۳، جلد ۲، المکتبۃ المعروفیہ کوئٹہ۔

(۱۱) الصواعق المحرقۃ لابن حجر مکی الشافعی متوفی ۹۷۴ھ المقدمۃ الاولی، ص۶، المکتبۃ النوریۃ الرضویہ لاہور۔

(۱۲) السیف الجلی علی ساب النبی للھاشم التتوی الحنفی متوفی ۱۱۷۴ھ القسم الاول، ص۱۱۹، دار ایضاء کویت۔

بفضلہ تعالیٰ! ذکر کردہ حدیث پاک کے اثبات پر بارہ مستند کتب کے حوالے اختصاراً نقل کر دیئے گئے ہیں جن کے بعد کسی ذی عقل، صاحبِ فہم وفراست کے لیے اس حدیث شریف کے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں رہتی رہی بات حدیث مذکور فی السوال کی سند کے بارے میں تو اصول شرعیہ حدیثہ و جلیل القدر ائمہ اعلام کی تصریحات کے پیشِ نظر قطعاً یہ حدیث موضوع و منگھڑت نہیں بلکہ سنداً بھی ضعیف اور وہ ضعف بھی بوجوہ کثیرہ زائل و مرفوع کیونکہ اس حدیث پاک کے معنی و مضمون کو آیۃ قرآنیہ، متواترۃ المعنی احادیث صحیحہ صریحہ، آثار صحابہ وتابعین (علیہم

الرضوان) ،اجماع امت مسلمہ اور تعامل وتلقی علماءِ ملتِ اسلامیہ کثرھم اللہ تعالی سے تائید وتقویت حاصل ہے جب تو یہ حدیث درجہ حسن کو پہنچ جائے گی کما لا یخفی علی اہل العلم فضلا عن فاضل.

ثانیا ! جلیل القدر محدثین کرام نے حدیث مذکور کو صرف باعتبار سند کے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ حضرات محدثین عظام کے نزدیک یہ بھی ایک طے شدہ اصول ہے کہ کثرتِ طرق کی وجہ سے حدیث ضعیف بھی " حسن لغیرہ " ہو جاتی ہے اگرچہ اسکی تمام اسانید ضعیف ہوں (کمالایخفی) جسکواحکام میں بھی ذکر کرنا جائزودرست ہوتا ہے یہاں پر حدیث مذکورہ کی اسانید اور اس پر محدثین کرام کی آراء نقل کی جارہی ہیں جن سے ہمارا مدعا آفتابِ نصف النہار کی طرح آشکار ہو جائے گا کہ

یہ حدیث موضوع ہے نہ باطل وواجب الرد.

"السند الاول" چنانچہ حضرت امام ابو القاسم سلیمان طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ نے جس سند سے حدیث بالا کو روایت کیا اسکو معتمد محدثین وفقہاءِ اسلام نے صرف ضعیف قرار دیا نہ کہ موضوع و باطل اور اجماع امت کے ذریعے حدیث پاک کے تقویت پانے کی وجہ سے دعویٰ موضوعیت کے بطلان کو مزید آشکارا کر دیا.

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند درج ذیل ہے " حدثنا عبید بن محمد العمری القاضی بمدینہ طبریہ سنہ سبع و سبعین و مأتین حدثنا اسماعیل بن ابی اویس حدثنا موسیٰ بن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علی بن الحسین عن الحسین بن علی عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب الانبیاء قتل و من سب اصحابی جلد لایروی عن علی الا بھذالاسنادتفرد بہ ابن ابی اویس"

معجم صغیر، ص۲۳۶۔

"محدثین وفقہاء کرام کی آراء"

(۱) امام نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۷ھ،اس حدیث شریف کو نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں "رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط عن شیخہ عبیداللہ بن محمد العمری رماہ النسائی بالکذب"

مجمع الزوائد. ص۲۸۶، جلد۶۔

(۲) امام علامہ جمال الدین محمد بن ابی بکر الیمنی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۹۱ھ،اسی حدیث شریف کی سند کی بابت رقمطراز ہیں " وقد روی الدار قطنی والطبرانی عن علی من سبّ نبیا فاقتلوہ و من سبّ اصحابی فاضربوہ وھذا الحدیث وان کان فی اسنادہ ضعف فقد اعتضد بالاجماع"

یعنی امام دار قطنی اور امام طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا جس نے کسی نبی کی گستاخی کی اسے قتل کر دو اور جس نے میرے صحابہ کی گستاخی کی اسے (کوڑے) مارو اگرچہ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے لیکن اجماع کی وجہ سے مضبوط ہو گئی ہے۔

بھجۃ المحافل، الباب الثالث فی خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۱۲، جلد ۲، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

(۳) علامہ محمد عبد الرؤف مناوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۱ھ، ایک جگہ لکھتے ہیں "(طب عن علی) باسناد ضعیف" امام طبرانی نے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے سندِ ضعیف کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ص ۷۱۸، جلد ۲، مکتبہ الامام الشافعی الریاض۔

دوسری جگہ لسان المیزان کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ عبید اللہ العمری کے ماسوا اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں (طب) " وکذا فی الاوسط والصغیر (عن علی) امیر المؤمنین و فیہ عبید اللہ العمری شیخ الطبرانی قال فی المیزان رماہ النسائی بالکذب قال فی اللسان و من مناکیرہ ھذا الجزء وساقہ ثم قال رواتہ کلھم ثقات الا العمری "

فیض القدیر برقم الحدیث ۸۷۳۵، ص ۱۲۵، جلد ۸، دار الحدیث قاھرہ۔

(۴) علامہ علی بن احمد العزیزی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۷۰ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں (طب عن علی) باسناد ضعیف۔

السراج المنیر، ص ۳۶۳، جلد ۳، دار النوادر کویت۔

(۵) امام عبد الباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۲۲ھ اسی حدیث پاک کی سند پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم ہیں " منھا ما رواہ الدارقطنی و الطبرانی عن علی ، رفعہ من سبّ نبیاً فاقتلوہ ، و من سبّ اصحابی فاضربوہ و سندہ ضعیف ، لکن اعتضد بالاجماع " ان احادیث میں سے ایک وہ حدیث ہے جسکو امام دار قطنی اور امام طبرانی نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیان فرمایا کہ جس نے نبی کی گستاخی کی اسے قتل کر دو اور جس نے میرے صحابہ کی گستاخی کی اسے مارو اسکی سند ضعیف ہے لیکن اجماع کی وجہ سے مضبوط گئی ہے۔

شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ الفصل الرابع ما اختص بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل الخ، ص ۳۳۴، جلد ۷، النوریۃ الرضویہ لاہور۔(۶) امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۴۰ھ جامع صغیر (کما تقدم ذکرہ فی التخریج) کے متعلق لکھتے ہیں " وارد الحدیث فی جامعہ الصغیر ملتزما ان لایورد فیہ

موضوعا'' حالانکہ انہوں (امام سیوطی رحمۃ اللہ) نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی۔ الفتاوی الرضویۃ جلد ۶ صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

ذکر کردہ حدیث پاک '' من سبّ نبیا فاقتلوا الحدیث '' کی پہلی سند کے متعلق جلیل القدر محدثین کرام کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ان کے نزدیک مذکورہ سند کے مطابق حدیث پاک موضوع و منگھڑت نہیں بلکہ صرف اور صرف ضعیف ہے اور عند المحدثین اجماع سے تقویت پانے کی وجہ وہ ضعف بھی زائل ہو گیا. کما لایخفی علی ذی فھم

''السند الثانی'' امام اجل قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ متوفی ۵۴۴ھ، نے اس حدیث پاک کو اپنی سند سے روایت کیا جسکو جلیل القدر علماء امت نے صرف ضعیف قرار دے کر اسکی موضوعیت کی نفی فرما دی چنانچہ امام فرماتے ہیں '' و اما الاثار فحدثنا الشیخ ابو عبد اللہ بن محمد بن غلبون عن الشیخ ابی ذر الھروی اجازۃ قال ! حدثنا ابو الحسن الدار قطنی و ابو عمرو بن حیویہ حدثنا محمد بن نوح حدثنا عبد العزیز بن محمد بن الحسن بن زبالۃ حدثنا عبد اللہ بن موسی بن جعفر عن علی بن موسی عن ابیہ عن جدہ عن محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ عن الحسین بن علی عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سبّ نبیا فاقتلوہ و من سبّ اصحابی فاضربوہ ''

الشفاء، الباب الاول، ص ۲۷۳، ۲۷۴، پشاور۔

اس سند کی رواۃ میں سے ایک راوی '' عبد العزیز بن محمد بن الحسن بن زبالۃ '' پر محدثین کرام نے کلام کرنے کے باوجود بھی اسی سند کے اعتبار سے اس حدیث شریف کو صرف ضعیف قرار دیا نہ کہ موضوع و باطل ''اجلہ محدثین کرام معتمد علماء اسلام کی تصریحات ملاحظہ ہوں''

(1) امام اجل، الامام المجتھد، تقی الملۃ والدین، سیّدی علی بن عبد الکافی السبکی الشافعی رضی اللہ عنہ متوفی ۷۵۶ھ، اور آپ کی اتباع میں دیگر علماء امت اس حدیث کی سند کی بابت راقم ہیں '' فی ھذا الحدیث نظر من جھۃ الرواۃ عن اھل البیت فیہ و عن عبد اللہ بن محمد بن الحسن بن زبالۃ جرحہ ابن حبّان وغیرہ ''اس حدیث میں اہل بیت (اطہار) کی طرف سے راوی میں نظر ہے اور عبد العزیز بن محمد بن الحسن بن زبالۃ پر ابن حبان وغیرہ نے جرح کی ہے.

السیف المسلول، ص ۱۴۹، ۱۴۸، پشاور۔

تنبیہ الولاۃ،المسالۃ الاولی،ص ۵۰،۴۹مرکز البحوث الاسلامیہ مردان۔

(۲)اس حدیث کی سند کے حوالے سے مفسرِ شہیر قاضی شہاب الدین خفاجی حنفی ؒ متوفی ۱۰۶۹ھ راقم ہیں رواہ الطبرانی و الدار قطنی عن علی رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔ و ھذا الحدیث تقدم من رواہ لکنھم قالوا ان سندہ ضعیف ولم یعدوہ اصحاب الکتب لکنہ اعتضد بالاجماع و قول ابن صلاح ان حدیثہ لا یعرف مردود علیہ بروایتہ مسنداً''

نسیم الریاض،ص ۳۵۲تا۳۵۳،جلد۴،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی واضح فرمادیاہے کہ ذکر کردہ حدیث صرف ضعیف ہے(نہ کہ موضوع) اوراجماع امت کی وجہ سے اسے تقویت حاصل ہوچکی ہے لہذا قابل استدلال واحتجاج ہوئی.

(۳)اسی طرح فخر المحدثین حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے بھی حدیث بالا کی سند متعلق ضعف کا قول کر کے اس کی تائید دیگر روایات سے فرمائی ہے چنانچہ آپ راقم ہیں '' قال الحلبی الحدیث ھذا لیس فی الکتب الستۃ قلت الحدیث قد ساقہ بسندہ من طریق الدار قطنی وھوا امام جلیل من اھل السنۃ و قد رواہ الطبرانی فی الکبیر ایضاً لکنہ بسند ضعیف عن علی رضی اللہ عنہ من سبّ الانبیاء قتل و من سبّ اصحابی جلد ورواہ ایضاً عن ابن عباس رضی اللہ عنہما من سبّ اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین و روی احمد والحاکم فی مستدرکہ من سبّ علیاً فقد سبّنی و من سبنی فقد سبّ اللہ و فی حاشیۃ التلمسانی عن علی رضی اللہ عنہ قال لا اوتی بمن فضلنی علی ابی بکر و عمر الاجلدتہ جلد المفتری''

شرح شفاعلی حامش نسیم الریاض،ص ۳۵۳،جلد۴،ملتان۔

ملا علی قاری رحمہ الباری کی منقولہ عبارت کامفہوم خلاصۃً حسبِ ذیل ہے اگرچہ یہ حدیث پاک صحاح ستہ میں نہیں ہے لیکن امام قاضی عیاض نے اس کو اہلسنت کے جلیل القدر امام دار قطنی کے حوالہ سے روایت کیااور اسکو امام طبرانی نے بھی ضعیف سند سے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ان کلمات کے ساتھ روایت کیا '' من سبّ الانبیاء قتل و من سبّ اصحابی جلد '' جس نے نبیوں کی گستاخی کی وہ قتل کیا جائے گااور جس نے صحابہ کی گستاخی کی اسے کوڑے مارے جائیں گے

اس کی تائید میں دیگر تین روایات ذکر فرماکر معنیً اسکی صحت کی تائید فرمادی.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کی گستاخی کی (سبّ بکا) اس پر اللہ تعالی، ملائکہ کرام اور تمام لوگوں کی لعنت ہے امام احمد و حاکم نے مستدرک میں روایت کیا کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کی حاشیہ تلمسانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس ایسا شخص نہ لایا جائے جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر افضیلت دیتا ہو مگر میں اسکو مفتری کے کوڑوں کی (سزا کے طور پر) کوڑے ماروں گا.

اجلہ علماء کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو گئی ''من سبّ نبیا فاقتلوہ الحدیث ''مبارکہ کی دوسری سند کے ایک راوی پر ائمہ جرح و تعدیل نے جرح ذکر کرنے کے بعد اس حقیقت سے نقاب کشائی کی ہے کہ اس سند کے اعتبار سے بھی حدیث مذکورہ سنداً موضوع و منگھڑت ہے نہ باطل اور اجماع سے قوت حاصل کرنے کی وجہ سے حدیث پاک قابل ذکر اور قابل استدلال واستمساک ہے لہذا محض اپنی اختراعی رائے کی بناپر اسے نظرانداز کر دینااور جلیل القدر ائمہ اسلام کی تصریحات سے چشم پوشی کرتے ہوئے اپنی طرف اسے موضوع و منگھڑت قرار دینااعتزالی فکراور جادۂ مستقیم بر گزشتہ سوچ ہے. اللھم اعذنامنہ

''السند الثالث''

امام احمد بن عبداللہ محب الدین الطبری المتوفی ۶۹۴ھ نے امام تمام رازی کے حوالے سے مزید ایک اور سند کی طرف اشارہ فرمایا چنانچہ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے آپ راقم ہیں (۳۷۱) ''و عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب نبیا من الانبیاء فاقتلوہ و من سب احداً من اصحابی فاجلدوہ اخرجہ تمام فی فوائدہ ''

حضرت (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے انبیاء کرام علیہم السلام میں کسی نبی کی گستاخی کی اسے قتل کردو اور جس نے میرے کسی (بھی) صحابی کی گستاخی کی اسے کوڑے مارو.

الریاض النضرۃ، الباب الاول، صفحہ ۲۲، جلد ۱، النوریۃ الرضویۃ لاہور۔

امام تمام ابوالقاسم بن محمد الرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۱۴ھ کی سند حسبِ ذیل ہے.

"حدثنا ابوالحسن مزاحم بن عبدالوارث البصری حدثنا الحسین بن حمید بن الربیع اللخمی حدثنی عبدالسلام بن صالح الھروی حدثنی علی بن موسی الرضا حدثنی ابو موسی بن جعفر عن ابیه جعفر بن محمد عن ابیه محمد بن علی عن ابیه علی بن الحسین عن ابیه عن علی عن النبی ﷺ قال من سب نبیا من الانبیاء فاقتلوه و من سب واحدا من اصحابی فاجلدوه"

الفوائد التمام رقم الحدیث ۷۴۰، صفحہ ۲۹۵، جلد ۱، مکتبہ الرشد الریاض۔

اس سند میں حسین بن حمید بن الربیع اللخمی متوفی ۲۸۱یا ۲۹۰ھ کو ائمہ نے ضعیف قرار دیا امام شمس الدین ذھبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ھ اس کے متعلق راقم ہیں "وھو ضعیف و قد جمع تاریخا توفی فی ذی الحجة سنة اثنتین وثمانین ورماہ بالکذب مطین"

تاریخ الاسلام صفحہ ۷۴۰، جلد ۶۔

دارالحزب الاسلامی اور عبدالسلام بن صالح الھروی متوفی ۲۳۶ھ کو بعض ائمہ نے ضعیف قرردیا اور بعض نے اس کی توثیق بھی فرمائی.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق لکھاہے "صدوق له مناکر وکان یتشیع و افرط العقیل فقال کذاب"

تقریب التھذیب، رقم ۴۰۷۰ صفحہ ۳۸۵، المکتبۃ المعروفیہ کوئٹہ۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں "وقال الحسن بن علی بن مالک سالت ابن معین عن ابی الصلت فقال ثقة صدوق الا انه یتشیع ۔۔۔۔ وقال الھروی سمعت ابن معین یوثق ابا الصلت"

تھذیب التھذیب صفحہ ۵۷۷، جلد ۲، المکتبۃ الوحیدیہ پشاور۔

یہی بات امام ابو حفص عمر ابن احمد المعروف بابن شاھین نے بھی رقم فرمائی دیکھئے تاریخ اسماء الثقات رقم ۸۷۶، صفحہ ۱۵۶، الدار السلفیہ کویت۔

اور امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ بات لکھی ہے.

میزان الاعتدال، صفحہ ۳۴۸، جلد ۴، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

الامام المجتھد، شیخ الاسلام، امام، تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی رحمہ اللہ متوفی ۷۵۶ھ اس حدیث پاک کے دیگر طرق واسانید کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"وقد رواه ایضاً الخلال والازجی من حدیث علی بن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ من سبّ نبیاً قتل ومن سبّ اصحابه جلد"

السیف السیف المسلول، صفحہ ۱۵۰، پشاور۔

تنبیہ الولاۃ والحکام، صفحہ ۵۰، مرکز البحوث الاسلامیہ مردان۔

یعنی اس حدیث شریف کو امام ابو محمد الخلال اور امام ابوالقاسم عبد بن علی البغدادی الازجی متوفی ۴۴۴ھ نے بھی روایت کیا ہے السیف المسلول حاشیہ، صفحہ ۱۵۰۔

"کثرت طرق کی وجہ سے ذکر کردہ حدیث پاک کی تقویت"

قارئین کرام! بفضلہ تعالی ہم نے حدیث ھذا کے چند طرق واسانید اور اجلہ محدثین وعلماء اسلام کا تبصرہ نقل کر دیا جس سے ہر ذی فہم قاری کو یہ حقیقت سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہو گی کہ کثرت طرق واجلہ ائمہ کی تصریحات اور اجماع سے تقویت کے پیش نظر مذکورہ حدیث یقیناً موضوع و منگھڑت نہیں کیونکہ حدیث ضعیف سنداً کثرت طرق کی وجہ سے ضعف سے نکل کر درجہ، حسن لغیرہ، تک جا پہنچتی ہے تو پھر اسکے بعد اس طرح کے اصول کے انطباق کی گنجائش ہونے کے باوجود اس سے انحراف کر کے مذکورہ حدیث پر اپنی طرف سے موضوعیت کا حکم لگانا کیونکر روا ہو گا؟

جبکہ ایک حدیث شریف کے معنی و مفہوم کو قرآن وسنت کی نصوص، اجماع امت، تعاملِ علماءِ ملتِ اسلامیہ اور تلقی بالقبول سے بھی قوت وتائید حاصل ہو رہی ہو فافھم وتدبر؟

جلیل القدر فقہاء و محدثین کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ "کثرتِ طرق" کی وجہ سے ضعیف حدیث "حسن لغیرہ" کے رتبہ تک پہنچ جاتی ہے اگرچہ وہ تمام سندیں ضعیف ہی کیوں نہ ہو.

علامہ شیخ زین الدین بن ابراھیم المعروف بابن نجیم الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں "وان كانت كلها ضعيفة اعتضد بعضها ببعض والضعيف اذا روى من طرق صار حسناً"

اگرچہ اس حدیث کی سب (سندیں) ضعیف ہیں لیکن بعض نے بعض کے ساتھ مل کر قوت حاصل کر لی ہے ضعیف حدیث جب کئی طرق سے روایت کی گئی ہو تو وہ حسن ہو جاتی ہے.

البحر الرائق، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی الخفین، صفحہ ۳۱۸، جلد ۱، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ۔

سند المحدثین امام علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں " وان کانت ضعیفۃ لان تعدد طرقھا یورثھا قوۃ ای قوۃ وترقیھا الی درجۃ الحسن لغیرہ "

اگرچہ وہ سب سندیں ضعیف ہوں کیونکہ تعدد طرق ان میں قوت پیدا کر دیتا ہے اور انہیں حسن لغیرہ کے درجہ میں پہنچا دیتا ہے۔

مرقاۃ المفاتیح، صفحہ ۱۴۸، جلد ۲، مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ۔

وایضا قال العلامۃ علی قاری رحمہ الباری لم لو کان الکل ضعیفا ارتقی الحاصل الی درجۃ الحسن

مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجنائز، صفحہ ۱۱۲، جلد ۴، کوئٹہ۔

برکۃ المصطفی فی الھند شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ راقم ہیں " والحدیث الضعیف الذی بلغ بتعدد الطرق مرتبۃ الحسن لغیرہ ایضا مجمع علیہ وما اشتھر ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرھا المراد مفرداتہ لا مجموعھا لانہ داخل فی الحسن لا فی الضعیف صرح بہ الائمۃ"

اور ضعیف حدیث تعدد طرق کی وجہ سے حسن لغیرہ کے رتبہ کو پہنچ جاتی ہے اور اجماع ہے اور وہ جو مشہور ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں معتبر نہ کہ اس کے علاوہ میں تو اس سے مراد اکیلی ضعیف ہو نہ کہ اسکا مجموعہ اس لیے کہ (کئی ضعیف حدیثیں ہوں تو) وہ تو حسن لغیرہ میں داخل ہیں نہ کہ صرف ضعیف میں اسکی سب آئمہ نے تصریح کی ہے۔

مقدمہ اصول حدیث مع مشکوۃ المصابیح، صفحہ ۷ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

وھکذا فی الفتاوی رضویہ صفحہ ۴۷۲، جلد ۵، رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

ان تصریحات علماء اسلام سے واضح ہو گیا کہ کثرت طرق پر مبنی حدیث کو عند المحدثین والفقھاء الکرام "حسن لغیرہ" کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے جبکہ قارئین آپ گزشتہ صفحات میں معتمد علماء کی نقول پڑھ چکے ہیں کہ حدیث پاک " من سب نبیا فاقتلوہ " کو کثرت طرق کے ساتھ ساتھ اجماع سے تقویت وتائید بھی حاصل ہے اور جس ضعیف حدیث کو اجماع سے تقویت حاصل ہو وہ تو قابل استدلال واستناد ہوتی ہے۔

چنانچہ خاتمۃ المحققین علامہ سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۵۲ھ ایک ضعیف حدیث کے ضعف کے ارتفاع کے لیے اجماع سے تقویت حاصل ہونے کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

" واما تضعيف الحديث بمن ذكر فقد يقال انه اعتضد بما مر نقل الاجماع على سنيته "

بہر حال حدیث کا ضعیف ہونا جو ذکر کیا گیا ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا اس حدیث شریف کو تقویت حاصل ہو چکی ہے اس چیز کے ساتھ جو اسکی سنیت پر اجماع منقول ہو چکا ہے.

منحۃ الخالق، کتاب الصلوۃ، باب الوتر، والنوافل، صفحہ ۱۱۸، جلد ۲، المکتبۃ الحبیبہ کوئٹہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیس تراویح کی روایت کو بعض علماء نے ضعیف قرار دیا تھا تراویح کی سنیت پر اجماع ہونے کی وجہ سے اس کا ضعف رفع ہو گیا اور اجماع کی وجہ حدیث شریف کو تقویت حاصل ہو گئی تو یوں ہی مذکورہ حدیث " من سب نبیا فاقتلوہ" کو گستاخ رسول کے واجب القتل ہونے پر اجماع ہونے و دیگر دلائل سے مؤید ہونے کی وجہ سے تقویت حاصل ہو گی اور اسکا بھی ضعف رفع ہو گیا والحمد للہ علی ذالک.

"ذکر کردہ حدیث پاک کو تلقی بالقبول حاصل ہے"

ثالثا! اس حدیث " من سب نبيا فاقتلوه "کو تلقی بالقبول حاصل ہے جو کہ اس کے مقبول و مستند ہونے کی ایک واضح دلیل ہے کیونکہ جلیل القدر محدثین کرام و فقہاء اسلام نے اس حدیث شریف کو محض روایۃً ہی نہیں ذکر فرمایا بلکہ کثیر علماء امت نے اس سے گستاخِ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے پر استدلال و استمساک کیا ہے تو تلقی بالقبول و تعامل علماء ملت اسلامیہ کی وجہ سے ضعیف نہیں رہی بلکہ مقبول ہو کے درجہ حسن کو پہنچ گئی ہے.

"اس حدیث کی تلقی بالقبول پر چند تصریحات ائمہ ملاحظہ کیجئے"

(۱) امام اجل حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۴ھ نے گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے پر عنوان قائم کر کے چند آیات قرآنیہ سے استدلال کر کے اجماع کا قول ذکر کرنے کے بعد سب سے پہلے بطور دلیل یہی حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے چنانچہ آپ راقم ہیں

" فصل فى الحجة فى ايجاب قتل من سبه او عابه ---- واما الاجماع فقد ذكرناه واما الاثار فحدثنا الشيخ ابو عبدالله احمد بن محمد بن غلبون عن الشيخ ابى ذر الهروى ---- ان رسول الله ﷺ قال من سبّ نبيا فاقتلوه و من سبّ اصحابى فاجلدوه "

الشفاء، صفحہ ۳۷۲-۳۷۳، پشاور۔

(۲) امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کو ذکر فرما کر اس سے استدلال کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں

"و من ذکر نبیا او ملکا بالحقارۃ فانه یصیر کافراً الدلیل علیه قوله تعالیٰ من کان عدوالله و ملئکته ورسله و جبریل و میکال فان الله عدو للکافرین. وروی عن النبیﷺ من شتم نبیا قتل و من شتم اصحاب نبی حدّ"

تمہید ابی شکور سالمی، الباب الثامن فی شرائط الایمان، صفحہ ۱۱۲، النوریہ الرضویہ لاہور۔

(۳) الامام المجتھد، تقی الملۃ والدین، سیدی حضرت امام سبکی شافعی قدس سرہ الملکی متوفی ۷۵۶ھ نے اپنی مشہور کتاب" سیفِ مسلول" میں اس حدیث پاک کو بطورِ استنباط واستدلال کے ذکر فرمایا ہے چنانچہ آپ نے گستاخ کے واجب القتل کی فصل قائم کر کے اس حدیث مبارکہ کو بطور دلیل نقل فرمایا۔ الفصل فی وجوب قتله .و ذلک مجمع علیه. المسألة الاولی فی کلام نقل العلماء و دلیله .

السیف المسلول، صفحہ ۱۱۹، پشاور۔

"ومن السنة ایضا ما روی القاضی عیاض فحدثنا ابن غلبون عن ذر۔۔۔ (الی ان) ان رسول الله ﷺ قال من سب نبیا فاقتلوه و من سب اصحابی فاضربوه"

السیف المسلول، صفحہ ۱۴۸۔

دوسری جگہ راقم ہیں "والادلة التی قدمناها کقوله من سبّ نبیا فاقتلوه"

السیف المسلول، صفحہ ۲۰۴۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں " الدلیل الثانی عشر العمومات المتقدمۃ فی الباب الاول مثل حدیث من سبّ نبیا فاقتلوہ"

صفحہ ۳۶۴۔

(۴) امام اھل السیر علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۴۲ھ نے ایک "باب" میں یہ حدیث بطور دلیل کے نقل فرمائی

"الباب الرابع فی بیان قتل الساب۔۔۔ و اما الآثار فحدثنا الشیخ ابو عبدالله احمد بن غلبون۔۔ ان رسول ﷺ قال من سبّ نبیا فاقتلوه و من سبّ اصحابی فاضربوه"

سبل الھدی والرشاد، صفحہ ۳۰، جلد ۱۲، پشاور۔

(۵) شیخ الاسلام امام احمد بن حجر الھیتمی المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ھ نے گستاخانِ صحابہ کرام کا رد کرتے ہوئے حدیث مذکورہ دلیل واستدلال کے طور پر نقل فرمائی.

"والطبرانی عن علی (من سبّ الانبیاء) قتل و من سبّ اصحابی جلد"

الصواعق المحرقہ، المقدمۃ الاولی، صفحہ ۶، النوریۃ الرضویہ لاہور۔

(۶) محدث شہیر ملا علی قاری رحمہ الباری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے بھی اس حدیث پاک سے استناد کیا ہے

"سبّ اصحابی ذنب لایغفر ، ای لا یسامح لحدیث من سب اصحابی فاضربوہ و من سبنی فاقتلوہ"

الاسرار المرفوعۃ، رقم الحدیث، ۲۲۳ صفحہ ۲۲۴، دار الکتب پشاور۔

(۷) امام اسماعیل بن محمد العجلونی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۶۲ھ نے بھی اس حدیث شریف سے استناد فرمایا ہے

" ولا یبعد ان یکون المعنی سبّ اصحابی ذنب لایغفر ای لایسامح لحدیث من سبّ اصحابی فاضربوہ و من سبّنی فاقتلوہ"

(دونوں عبارتوں کا خلاصہ)

میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جو نہیں بخشا جائے گا اس حدیث شریف کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس (دوسری حدیث کی) وجہ سے کہ، جس نے میرے صحابی کی گستاخی کی (اسے کوڑے) مارو اور جس نے میری گستاخی کی اسے قتل کرو.

کشف الخفاء رقم الحدیث ۱۴۴۵، صفحہ ۵۰۹، جلد ا، المکتبۃ العصریہ بیروت۔

(۸) امام عبد الباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۲۲ھ نے بطور استناد و دلیل کے "شرح مواہب" میں کئی جگہ اس حدیث مبارکہ کو ذکر فرمایا ہے.

" وقد قال من سبّ نبیاً فاقتلوہ اخرجہ الدار قطنی والطبرانی من حدیث علی۔۔۔۔ و یویّدہ عموم من سبّ نبیاً فاقتلوہ"

شرح الزرقانی علی المواھب، صفحہ ۳۴۴، جلد ۷، النوریۃ الرضویہ لاہور۔

(۹) یہاں سے فقہاء احناف کثرھم اللہ تعالی کی چند تصریحات ذکر کی جا رہی ہیں جنہوں نے مذکورہ حدیث مبارکہ سے استدلال و استناد کر کے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا وجوبِ قتل کو بیان فرمایا جس سے ہمارا مدعا آفتابِ نیمروز کی طرح واضح ہو جائے گا چنانچہ امام حافظ الدین محمد المعروف بابن البزار الکردری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۲۷ھ گستاخ کے واجب القتل ہونے کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"وقال ابن سخنون المالکی اجمع العلماء ان شاتمہ کافر وحکمہ قتل و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر قال اللہ تعالٰی فیہ ملعونین اینما ثقفوا أخذوا وقتلو تقتیلا و روی انہ ﷺ قال من سبّ نبیا فاقتلوہ ومن سبّ اصحابی فاضربوہ الخ"

امام ابن سخنون مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ کافر ہے اور اسکا حکم قتل ہے اور جو اسکے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اللہ تعالی نے اسکے متعلق فرمایا ہے "ملعونین اینما ثقفوا أخذوا وقتلوا تقتیلا" پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں

اور مروی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے نبی کی گستاخی کی اسے قتل کردو اور جس نے میرے صحابی کی گستاخی کی اسے مارو سزا دو۔

الفتاوی البزازیہ علی ھامش الھندیہ، صفحہ ۳۲۲، جلد ۶، المکتبۃ الرشیدیہ کوئٹہ۔

(۱۰) علامہ خیر الدین بن احمد رملی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۱ھ حدیث مذکور کو گستاخ رسول کی سزا پر دلیل کے طور پر نقل فرماتے ہیں

"وروی۔۔۔۔۔انہ ﷺ قال من سبّ نبیا فاقتلوہ و من سبّ اصحابی فاضربوہ"

الفتاوی الخیریۃ علی ھامش الفتاوی تنقیح الحامدیہ، باب المرتدین، صفحہ ۱۷۰، وایضا صفحہ ۱۷۱، المکتبۃ الحقانیہ پشاور۔

(۱۱) محدث جلیل علامہ ھاشم ٹھٹھوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۷۴ فتاوی بزازیہ سے نقل کرتے ہوے بطور استدلال فرماتے ہیں

"وروی عن حسین بن علی عن ابیہ رضی اللہ عنہما انہ ﷺ قال من سبّ نبیا فاقتلوہ و من سب اصحابی فاضربوہ"

السیف الجلی علی ساب النبی ﷺ القسم الاول، صفحہ ۱۱۹، دار الضیاء کویت۔

(۱۲) خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۵۲ گستاخ کے واجب القتل ہونے پر امام سخنون مالکی کا ارشاد اور مذکورہ آیۃ کریمہ ذکر کرنے کے بعد اسی حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"وروی۔۔۔۔۔ انہ ﷺ قال من سبّ نبیا فاقتلوہ و من سبّ اصحابی فاضربوہ"

تنبیہ الولاۃ المسئلۃ الثالثۃ، صفحہ ۸۴، مطبوعہ مردان۔

گستاخانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سزا کے بیان میں حدیث مذکورہ سے استناد کرتے ہوئے راقم ہیں

''وقد ورد عنه ﷺ ان من سبّ الانبياء قتل و من سبّ اصحابي جلد''

رواه الطبراني ، تنبيه الولاة، الحكم بالكفر على ساب الشيخين او غيرهما من الصحابة مطلقاً، صفحہ ۲۰۲۔

اسی طرح امام قاضی عیاض مالکی کی شفاء شریف کے حوالے سے بھی ''المسئلة الاولى فى نقل كلام العلماء'' میں دو طرح کے کلمات کے ساتھ دلیل کے طور پر نقل فرمایا.

تنبیہ الولاۃ صفحہ ۵۰،۴۹۔

فقیرِ پُر تقصیر غفر لہ ربہ القدیر نے فقہ و حدیث شریف کے بارہ ۱۲ علماء ائمہ کی تصریحات حدیث مذکور فی السوال کی تلقی بالقبول کی بابت زیرِ قرطاس کر دیں ہیں جن سے ہمارا مدعا واضح ہو رہا ہے کہ مذکورہ حدیث موضوع و منگھڑت نہیں اور نہ ہی ضعیف رہی بلکہ درجہ حسن تک مرتقی ہو گئی.

(۱)امام عبدالرحمن سخاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں

''وكذا اذا تلقت الامة الضعيف بالقبول يعمل به على الصحيح حتى انه ينزل منزلة التواتر فى انه ينسخ المقطوع به الخ''

اسی طرح جب ضعیف حدیث کو امت کا تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو صحیح قول کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا حتیٰ کہ اسے متواتر کی جگہ رکھا جاتا ہے اور اس کے ذریعے قطعی نص کا نسخ بھی ہو جاتا ہے.

فتح المغیث فی معرفۃ من تقبل روایتہ، صفحہ ۳۱۲، جلد ۱، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

النکت للزرکشی، النوع الثالث، صفحہ ۳۹۰، جلد ۱، مطبوعہ ریاض۔

(۲)امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ راقم ہیں

''قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح الخ''

بعض علماء نے فرمایا کا جب حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو تو اسکی صحت کا حکم دیا جائے گا اگرچہ اسکی کوئی صحیح سند نہ ہو.

تدریب الراوی، الصحیح صفحہ ۶۲، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

الیواقیت والدرر للمناوی، صفحہ ۳۴۴، مکتبۃ الرشد الریاض۔

(۳) امام علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الھمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں " فاذن ان لم یکن الحدیث صحیحا کان حسنا و مما یصحح الحدیث ایضاً عمل العلماء علی وفقه "

جب حدیث صحیح نہ ہو تو حسن ہو گی اور حدیث کو درجہ صحت تک پہچانے والی چیزوں میں سے ایک علماء کا اس پر عمل بھی ہے.

فتح القدیر، کتاب الطلاق، صفحہ ۴۷۵،۴۷۶، جلد ۳، مرکز اہلسنت برکات رضا انڈیا۔

مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، صفحہ ۳۹۶، جلد ۶ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ۔

(۴) امام اہلسنت مجدد دین وملت سیّدی الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان متوفی ۱۳۴۰ھ اسی اصول کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے تلقی بالقبول وہ شئ عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی.

الفتاوی الرضویہ، صفحہ ۶۵۹، جلد ۳۰، رضا فاونڈیشن لاہور۔

(۵) علامہ زاہد کوثری حنفی راقم ہیں

"واحتجاج الائمۃ بحدیث تصحیح لہ منھم"

ائمہ کا کسی حدیث سے دلیل پکڑنا ان کی طرف سے اس حدیث کی تصحیح ہو گی.

مقالات الکوثری، صفحہ ۷۰۔

الحاصل : حدیث پاک " من سبّ نبیا فاقتلوہ " کی اسانید کثیرہ و کثرت طرق و تلقی بالقبول حاصل ہونے کے بعد بلاشبہ موضوع و منگھڑت تو کجا ضعیف بھی نہ رہی بلکہ مقبول و مستند ہو کر حسن لغیرہ کے رتبہ جلیہ تک مرتقی ہو گی.

"حدیث مبارکہ، من سبّ نبیا فاقتلوہ، کے مضمون کی دلائل شرعیہ سے تائید"

چونکہ حدیث بالا کے مضمون و معنی، گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل، کی تائید و تقویت ان تمام دلائل شرعیہ مثلا آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اجماع امت اسلامیہ اور آثار صحابہ و تابعین کرام اور عبارات اکابرین اسلام سے بھی ہو رہی ہے کہ جن کے اندر گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے کا صریح وواضح بیان ہے لہذا حدیث مبارکہ "من سبّ نبیا فاقتلوہ" الحدیث. معنی بلکل صحیح ہے کما لا یخفی علی اھل العلم فضلا عن فاضل.

اجمالا یہاں پر صرف چند دلائل گستاخِ رسول ﷺ کے وجوب قتل پر نقل کیے جارہے ہیں جن سے اس حدیث پاک کے معنی و مضمون کو قوت حاصل ہو رہی ہے فاقول وباللہ التوفیق.

(۱) آیہ مبارکہ "ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا" (سورۃ الاحزاب)

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت اور دیگر آیات کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "فھذہ الآیات کلھا تدل علی کفرہ و قتلہ" یہ تمام آیات گستاخ رسول کے کفراور (مستحق) قتل ہونے پر دلالت کرتی ہیں.

السیف المسلول، الباب الاول، صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ پشاور۔

وایضافی تنبیہ الولاۃ والحکام، صفحہ ۴۶، مردان۔

جبکہ یہی آیت مبارکہ ابھی فتاوی بزازیہ وخیریہ کی عبارات میں دلیل کے طور پہ گزر چکی احادیث مبارکہ وآثار طیبہ دیکھئے.

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

"قال رسول اللہ ﷺ من لکعب بن الاشرف؟ فانہ قد آذی اللہ و رسولہ فقام محمد بن مسلمۃ فقال یارسول اللہ؟ اتحب ان قتلہ قال نعم" الحدیث.

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کون ہے جو کعب بن اشرف (گستاخ) کو اس کے (انجام تک پہنچائے) کیونکہ اس نے یقیناً اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کو ایذاء دی ہے حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کردوں تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جی ہاں!

صحیح بخاری، باب کعب بن الاشرف، رقم الحدیث ۴۰۳۷، صفحہ ۶۸۲، دارالسلام ریاض۔

(۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"بعث رسول اللہ ﷺ الی ابی رافع الیھودی رجالاً من الانصار فأَمَّرَ علیھم عبداللہ بن عتیک و کان ابو رافع یؤذی رسول اللہ" وفی روایۃ فقتلہ

رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی (کے قتل کرنے کی طرف) چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور ان پر حضرت عبداللہ بن عتیک کو قائد مقرر فرمایا جبکہ ابورافع رسول خدا ﷺ کی گستاخی کیا کرتا تھا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا.

صحیح بخاری رقم الحدیث، ۴۰۳۹، ۴۰۳۸ صفحہ ۶۸۳۔ باب قتل المشرک النائم، رقم الحدیث، ۳۰۲۲، ۳۰۳۲، ۳۰۲۲، صفحہ ۴۹۹، ریاض۔

(۴) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''ان ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتلوہ'' بے شک عبداللہ بن خطل (گستاخ) کعبہ شریف کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے آپ نے فرمایا اسے قتل کردو.

صحیح بخاری، باب دخول الحرم، رقم الحدیث ۱۸۴۶، صفحہ ۲۹۸۔ باب قتل الاسیر و قتل الصبر، رقم الحدیث، ۳۰۴۴، صفحہ ۵۰۳۔

(۵) حضرت ابو برزہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ کی شان میں گستاخی کی تو اس پر میں نے اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی ''تاذن لی یا خلیفة رسول اللہ اضرب عنقه''؟ تو آپ نے فرمایا '' لا''،نہیں ''واللہ ما کانت لبشر بعد محمد ﷺ'' یعنی قسم بخدا یہ حق کسی بشر کیلئے نہیں کہ اس کے گستاخ کو قتل کردیا جائے سوائے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے گستاخ کے یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ قتل کیا جائے گا.

سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم، فمن سبّ النبی ﷺ، رقم الحدیث ۴۳۶۳، صفحہ ۶۸۶، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

سنن نسائی رقم الحدیث ۴۰۷۸، صفحہ ۶۶۴، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

السیف المسلول، صفحہ ۱۲۲۔

(۶) حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''وعن عمر رضی اللہ عنہ انه اتی برجل سبّ النبی ﷺ فقتله ثم قال عمر من سبّ اللہ او سبّ احداً من الانبیاء فاقتلوہ''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک ایسا شخص لایا گیا کہ جس نے نبی پاک ﷺ کی گستاخی کی تھی تو آپ نے اسے قتل کردیا پھر فرمایا ''من سبّ اللہ او سبّ احداً من الانبیاء فاقتلوہ'' جس نے اللہ تعالی کی گستاخی کی یا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی گستاخی کی اسے قتل کردو.

السیف المسلول، الفصل الاول فی وجوب قتلہ، صفحہ ۱۲۴، اور صفحہ ۲۸۵، مردان۔

(۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''من شتم النبی ﷺ قتل'' جس نے نبی پاک ﷺ کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا.

الصارم المسلول، صفحہ ۸، مکتبہ محمد یہ کراچی۔

(۸) حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی نے نبی پاک ﷺ کو متوجہ کرنے کیلئے "راعنا" کہنے سے منع فرمادیا تو " فقال المؤمنون بعدها من سمعتموه یقولها فاضربوه عنقه "

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا جس کسی کو حضور نبی پاک ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا کلمہ کہتے سنو اسکی گردن اڑادو.

دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل الاول، صفحہ ۴۴، جلد ا، النوریۃ الرضویۃ لاہور۔

تفسیر الدر المنثور صفحہ ۲۰۵، جلد ا، مکتبہ الرحاب قاھرہ۔

(۹) سیدی حضرت امام سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ راقم ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو آپ نے خط لکھا " فکتب عمر انه لایقتل الا من سبّ رسول الله ﷺ " یعنی میرے گستاخ کو قتل نہیں کیا جائے گا اگر (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہوتا تو قتل کر دیا جاتا.

السیف المسلول، الباب الاول، صفحہ ۱۲۴، مکتبہ فاروق اعظم پشاور۔

گستاخِ رسول ﷺ کافر کے واجب القتل ہونے پر پوری امت مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے اس پر جلیل القدر ائمہ اعلام کی تصریحات جلیّہ ملاحظہ ہوں.

(۱۰) امام ابو عبداللہ محمد بن سحنون مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۶۵ھ فرماتے ہیں

" اجمع العلماء ان شاتم النبی ﷺ المتنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله و حکمه عند الامة القتل ومن شک فی کفره و عذابه کفر "

تمام علماء کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ نبی پاک ﷺ کا گستاخ و شاتم اور آپ کی تنقیص وتوہین کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور اسکا حکم امت کے ہاں قتل ہے اور جو اسکے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے.

الشفاء، الباب الاول فی بیان ماھو حقہ ﷺ سب او نقص، صفحہ ۳۰۷، پشاور۔

نھایۃ السوئل فی خصائص الرسول لابن دحیہ، صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱، دار الامام البخاری۔

السیف المسلول، الباب الاول، الفصل الاول فی وجوب قتلہ، صفحہ ۱۲۰، پشاور۔

تنبیہ الولاۃ، صفحہ ۴۴ مردان۔

الفتاوی رضویہ، صفحہ ۲۹۹، جلد ۱۴، رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

(۱۱) الامام الکبیر، المجتہد المطلق، حضرت امام محمد بن ابراھیم المنذر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۹ھ ارشاد فرماتے ہیں

"اجمع عوام اھل العلم علی ان من سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ القتل"

تمام اہل علم کا اتفاق و اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کو قتل کرنا لازم ہے.

الشفاء صفحہ ۳۶۹، پشاور۔

السیف المسلول، صفحہ ۱۱۹، پشاور۔

تنبیہ الولاۃ والحکام، صفحہ ۴۳۔

(۱۲) سیدی حضرت امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں

"اجمعت الامۃ علی قتل متنقصہ من المسلمین وسابہ"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین اور گستاخی کرنے والے کے قتل پر امت کا اجماع ہے.

السیف المسلول، صفحہ ۱۱۹۔

تنبیہ الولاۃ، صفحہ ۴۳۔

السیف الجلی علی ساب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۱۱۴، دار الضیاء کویت۔

سوال میں ذکر کردہ حدیث مبارکہ کے معنی و مضمون کی صحت پر بیان کردہ دلائل شرعیہ، اجماع امت اور آثار صحابہ وتابعین علیہم الرضوان سے مبرھن وواضح ہو رہا ہے کہ جس بدبخت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس وانور میں بے ادبی و گستاخی کی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص کا مرتکب رہا المختصر یہ کہ اسکی شرعی سزا قتل ہے اور اسی پر علماء امت کا سلف تا خلف اتفاق وثفاق ہے باقی رہا گستاخِ رسول کی سزا واحکام کی تفصیل اور جمہور علماء اسلام کے مؤقف پر تفصیلی عبارات و تشریحات تو ان کے لیے درج ذیل کتب معتبرہ کا مطالعہ و تحقیق بیداریٔ غیرت ایمانی کیلئے انتہائی مفید ہیں

شفاء شریف، شرح شفاء، نسیم الریاض، السیف المسلول، السیف الجلی، تنبیہ الولاۃ والحکام وردالمختار، حسام الحرمین، فتاوی رضویہ شریف وغیرہ.

یہاں پر بفضلہ تعالی ہم نے سوال میں ذکر کردہ حدیث ''من سب نبیا فاقتلوہ'' کے اثبات واستناد اور اس سے گستاخ رسول کی سزا ''قتل'' پر استدلال واستنباط کے حوالہ سے اصول شرعیہ کی روشنی میں سیر حاصل بحث دلائل وبراھین کی روشنی میں نقل کردی والحمدللہ علی ذالک.

چونکہ یہ حدیث پاک ہمارے علماء فقہاء کرام کی مستدل تھی (کمامر) اس وجہ سے اسکی تحقیق واثبات پر قدرے تفصیل سے کلام کیا گیا ہے جبکہ اہلِ علم، اربابِ فکرودانش اس بات سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ گستاخِ رسول ﷺ کے وجوب قتل پر ہماری یہ بنیادی دلیل نہیں ہے بلکہ وہ دلائل ہیں جو بحمدہ تعالی فقیر نے بحوالہ کتب متداولہ ومشہورہ سے زیر قرطاس کردیئے اور دیگر دلائل شرعیہ جو کتب حدیثہ وفقہ وغیرہ میں مسطور ہیں اور رہی بات مذکورہ حدیث کی تو وہ بیان کردہ اصول شریعت اور ذکر کردہ دلائل شرعیہ کے مضامین پر مشتمل ہونے کی وجہ تائیداً ذکر کی جاسکتی ہے اور اہل ایمان کے جذبہ ایمانی کو بیدار کرنے کے لیے پیش کی جاسکتی ہے.

واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم (جل وعلاوصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وبارک وسلم)

کتبہ العبدالفقیر الی ربہ القدیر الغنی محمد داؤد الرضوی غفرلہ ربہ القوی الولیّ

خادم التدریس والافتاء بالجامعۃ الغوثیۃ المھریۃ الرضویہ (فتح جنگ، اٹک)

۱۱ جمادی الاولی، یوم الخمیس ۱۴۴۳ھ

۱۶ دسمبر ۲۰۲۱ء